

## سیرت نبوی کی روشنی میں بغاوت (خروج) سے متعلق احکامات کا تحقیقی جائزہ Research Overview of the Rulings of Rebellion (Khurūj) in Sīrah Perspective

**Dr. Muhammad Nasir**

Lecturer, Department of Islamic Theology,  
 Islamia College Peshawar, Pakistan

**Dr. Syed Naeem Badshah Bukhari**

Associate Professor, Department of Islamic Studies,  
 The University of Agriculture, Peshawar, Pakistan



Version of Record Online/Print: 27-Jun-19

Accepted: 27-May-19

Received: 31-Jan-19

### Abstract

Islam orders to obey the ruler and not to indulge in activities that may cause disruption & instability of an Islamic state. This research discusses rules & regulations based on sīrah about rebellion (khurūj), and relevant topics from Islamic Jurisprudence. The basic question of this research is whether revolt against the ruler is permissible and what would be the punishment? This research elaborates four types of rebellion. Rulings of Muslim scholars regarding rebellion are subjected to the different positions of rulers. According to all school of thoughts the khurūj is not permitted if the ruler is lawful and serving his community with justice. In contrary, there is difference of opinions about the tyrannous and iniquitous ruler. This article concluded that majority of Muslim Scholars do not permit khurūj in any case, some others laid down very strict conditions in this regard.

**Keywords:** khurūj, armed struggle, rebellion, sīrah, revolt, Islamic law, fiqh

تمہید

قرآن وحدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حکومت ثابت ہونے کے بعد حکمران کی اطاعت واجب اور اس کے خلاف خروج ممنوع ہے۔ آپ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ایسے افراد کا ظہور ہونا ہے جو امت مسلمہ کے اتحاد کو سپوتاڑ کر کے اسلامی ریاست اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے کے درپے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست کے قیام کے بعد جب تک آپ ﷺ بقید حیات رہے، مسلمان آپ کے زیر سایہ قائم ہونے والی حکومت میں متحد رہ کر جہاد



کے ذریعے فتنہ و فساد دباتے رہے۔

آپ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام میں قبیلہ بنو حنیفہ کے سردار مسیلہ بن حمیب نے نبوت کا دعویٰ کر کے بغاوت کی ابتداء کی۔ آپ ﷺ اس بغاوت کو کچلنے سے قبل ہی اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اسلامی ریاست کے خلاف بغاوتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دور صدیقی میں مدینہ منورہ کے گرد و نواح کے قبائل میں سے عبس، ذبیان بنو کنانہ، غطفان، اور بنو فزارہ<sup>1</sup> کے انکار کی صورت میں اٹھا جس کی سرکوبی کے لیے حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت سنان الضمریؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنا کر بنفس نفیس ان کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے<sup>2</sup> اور انتہائی استقامت کے ساتھ بغاوتوں کو کچلنے کے لیے اقدامات کرتے رہے۔

خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کا دور حکومت فتوحات کا دور کہلاتا ہے جس میں اسلامی ریاست کو خوب وسعت ملی۔ حالات پر امن رہے جس کی وجہ سے باغیوں کے لیے سر اٹھانا مشکل ہو گیا لیکن یہ لاوا اندر ہی اندر سلگتا رہا اور خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ایک بار پھر بلوایوں نے پوری قوت کے ساتھ بغاوت کر کے آپؓ کو شہید کر دیا اور حضرت علیؓ کو بیعت لینے پر مجبور کیا لیکن واقعہ تحکیم کی وجہ سے ناراض ہو کر الگ ہو گئے اور حضرت علیؓ کے خلاف بغاوت شروع کر دی اور خوارج کے نام مشہور ہوئے۔ حضرت علیؓ کی زندگی کے آخری ایام تک ان کے خلاف نبرد آزار رہی۔

آپؓ کی شہادت کے بعد آپ کے فرزند حضرت حسنؓ بھی انہی کی بغاوت کے کچلنے میں مصروف عمل رہے غرض اسلامی سلطنت ہر طرف سے فتنوں اور بغاوتوں کے گرداب میں ڈوبی ہوئی تھی کہ آپ ﷺ کی پیغمبری کے عین مطابق جناب حسنؓ حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے۔

حضرت معاویہؓ زمام حکومت سنبھالتے ہی بغاوتوں کے کچلنے میں مصروف ہو گئے چنانچہ مقام نخعیہ میں عبداللہ بن ابی الحوساء کی قیادت میں اٹھنے والی بغاوت کو کچلنے کے لیے خالد بن عرفط عذری کو، حوثرہ بن ذراع کی بغاوت کو کچلنے کے لیے عبداللہ بن عوف بن احمر کو، کوفہ میں فروہ بن نوفل اشجعی کی بغاوت کو ختم کرنے کے لیے شبیث بن ربعی یا معقل بن قیس کو، بصرہ کے قریب سہم بن غالب ہجمی اور حطیم باہلی کی قیادت میں اٹھنے والی بغاوت کو دبانے کے لیے عبداللہ بن عامرؓ کو روانہ کیا۔<sup>3</sup> اسی طرح ہرات، بلخ، بوشنج، بادغیس کے علاقوں میں اٹھنے والی بغاوتوں کو فرو کرنے کے لیے قیس بن ہبشم اور ان کے معاون عطاء بن سائب کو اور عبداللہ بن عامر اور ان کے معاون عبدالرحمن بن سمرہ کو سجستان روانہ کیا<sup>4</sup> جنہوں نے ان مفتوحہ علاقوں پر از سر نو اسلامی سلطنت کو مستحکم کیا۔

ذیل میں اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کے احکامات، جنگ کا طریقہ کار، باغی قیدیوں اور ان کے مال کی شرعی حیثیت اور باغیوں کے اہل و عیال اور رشتہ داروں کی گرفتاری کے جواز و عدم جواز کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا ہے۔

### حاکم کے خلاف خروج کرنے والوں کی اقسام

ہر ایسا شخص جو مسلمان حاکم کے خلاف خروج کرتا ہے، فقہاء کی اصطلاح میں باغی کہلاتا ہے۔ مسلمان حاکم کے خلاف خروج (لکھنے) کرنے والوں کی چار اقسام ہیں:

1. خوارج: خوارج وہ طبقہ ہے جو واقعہ تحکیم کی وجہ سے حضرت علیؓ کے مخالف ہوئے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے کفر کا عقیدہ رکھنے کے ساتھ ساتھ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر سمجھتے ہیں۔

2. محارب (ڈاکو): محارب وہ طبقہ ہے جو اسلحے کے زور پر عوام الناس سے مال چھینتا ہو اور لوگوں کا راستہ روکتا ہو۔
3. باغی: باغی وہ طبقہ ہے جو حاکم وقت کے خلاف خروج کرے لیکن تاویل کے ساتھ۔
4. اہل حق: اہل حق وہ گروہ ہے جو ظالم حکمران کے ظلم کو روکنے کے لیے میدان میں آتے ہیں۔

### حکمرانوں کی اقسام

جن کے خلاف خروج کیا جاتا ہے وہ حکمران ہوتا ہے اور ہر حاکم کے حالات دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، اس لئے ہر ایک کا حکم جدا ہے۔ احوال کے اعتبار سے حکمرانوں کی تین اقسام ہیں:

1. عادل و منصف حکمران

2. کافر اور مجرم حکمران

3. فاسق اور ظالم حکمران

عادل و منصف حکمران کے خلاف خروج کا حکم:

عادل حکمران کی اطاعت واجب اور ان کی نافرمانی اللہ رب العزت کی ناراضگی کا سبب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ"<sup>5</sup>

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اطاعت کرو ان کی جو

تم میں صاحب اختیار ہیں۔"

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین نے مختلف احتمالات ذکر کئے ہیں۔ "اولو الامر" کا مصداق کیا ہے، اس

میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ صاحب تفسیر الخازن فرماتے ہیں:

"واختلف العلماء في أولو الأمر الذين أوجب الله طاعتهم قال ابن عباس وجابر رضي الله

عنهم ألقهفاء والعلماء الذين يعلمون الناس معالم دينهم وهو قول الحسن ومجاهد وقال

ابوهريرة الأمراء والولاة وهي رواية عن ابن عباس أيضاً"<sup>6</sup>

جبکہ صاحب نظم الدرر فرماتے ہیں:

"وأولى الأمر منكم، أي الحكام والعلماء من أولى الأمر أيضاً"<sup>7</sup>

نبی کریم ﷺ نے عادل حکمران کی تابعداری کو اپنی تابعداری اور اس کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من أطاعني فقد أطاع الله ومن يعصني فقد عصي الله ومن يطع الأمير فقد أطاعني ومن

يعص الأمير فقد عصاني"<sup>8</sup>

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس

نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر (حاکم) کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی

اور جس نے امیر (حاکم) کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عادل حاکم کے خلاف خروج حرام ہے اور اس کی اطاعت فرض ہے۔

## کافر اور مجرم حکمران کے خلاف خروج کا حکم

کافر اور مجرم حکمران کو کفر اور جرم سے روکنا عین ایمان ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے

فرمایا:

"انصر أخاك ظالماً أو مظلوماً قال يا رسول الله ﷺ هذا نصره مظلوماً فكيف نصره ظالماً  
قال تأخذه فوق يديه"<sup>9</sup>

"تو اپنے بھائی کی مدد کر چاہے ظالم ہو یا مظلوم، صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ  
مظلوم کی مدد تو ہم کریں گے لیکن ظالم کی مدد ہم کس طرح کریں؟ آپؐ نے فرمایا: ظالم کے  
ہاتھ کو ظلم سے روک دو۔"

## ظالم و فاسق حکمران کے خلاف خروج کا حکم

حکمران کے خلاف خروج کو فتنہ و فساد قتل و غارت گری کا ذریعہ ہونے کی بنا پر ممنوع قرار دیا گیا ہے اور حتی الوسع  
صبر کی ترغیب دی گئی ہے۔ اسی احتیاط کے پیش نظر ظالم و فاسق حکمران کے خلاف خروج کے متعلق سلف سے دو اقوال  
منقول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ حکمران جب تک کفر بواح کا مرتکب نہ ہو اس کے خلاف خروج جائز نہیں اور یہ رائے ان صحابہ  
کرامؓ کی ہے جو فتنہ کے دور (یعنی حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے جنگ کے دوران) میں گوشہ نشین رہے مثلاً  
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، عبد اللہ ابن عمرؓ، اسامہ بن زیدؓ، محمد بن مسلمہ۔ اسی طرح حضرت حسن بصریؒ، امام احمد بن  
حنبلؒ، اور اکثر اہل سنت والجماعت کا ہے۔ ان کے دلائل وہ احادیث ہیں جس میں آپ ﷺ نے ظالم حکمران کے ظلم کو  
برداشت کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ابن عباسؓ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"من رأى من أميره شيطناً بكرهه فليصبر فإنه من فارق الجماعة شراً فمات فميتة جاهلية"<sup>10</sup>

"جو شخص اپنے حاکم سے کوئی ایسا کام دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صبر کرے  
اس لیے کہ جو بھی جمعیت سے الگ ہو تو جاہلیت کی موت مرا۔"

اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ حکمران کے خلاف خروج مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔  
لہذا حکمرانوں کی زیادتیوں پر صبر کر لینا چاہیے یہاں تک کہ ظالم حکمران کے ظلم سے اللہ تعالیٰ نجات دلا دے۔ ایک دوسری  
حدیث میں آپؐ نے ایسے شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے جو مسلمانوں کے درمیان افتراق کا ذریعہ بنتا ہو، چنانچہ حضرت  
عرقمہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من أتاكم وأمركم جميع على رجل يريد أن يشق عصاكم أو يفرق جماعتكم فاقتلوه"<sup>11</sup>

"جو شخص تمہارے پاس اس حالت میں آئے کہ تمہارا اختیار ایک فرد کے پاس ہو اور وہ تم  
میں پھوٹ ڈالنا چاہے یا تمہارے اتحاد کو ختم کرنا چاہے تو ایسے شخص کو قتل کر دو۔"

چونکہ مسلمانوں کی کامیابی اتحاد میں ہے، اس لئے خروج کو ممنوع قرار دیا گیا ہے بلکہ صحیح بخاری کی ایک روایت  
میں تو یہاں تک ذکر ہے کہ اس دین کو ترقی فاسق، فاجر اور گنہگار انسان کے ذریعے حاصل ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا:

"إن الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر"<sup>12</sup>

"اللہ تعالیٰ اس دین کو ایک فاجر انسان کے ذریعے ترقی دے گا۔"

یہی رائے الموسوعۃ الفقہیہ میں نقل کی گئی ہے۔<sup>13</sup> ان دلائل کے پیش نظر اکثر اہل سنت والجماعت حکمران کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ فاسق حکمران کے خلاف خروج جائز ہے اور یہ مسلک صحابہ کرامؓ میں سے حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، اشاعرہ، معتزلہ، خوارج اور بعض اہلسنت والجماعت کا ہے۔ ان کے دلائل وہ مشہور احادیث ہیں جن میں آپ ﷺ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم صادر فرمایا ہے اور انہی احادیث کے پیش نظر یہ حضرات حاکم کے خلاف خروج کو نہ صرف جائز بلکہ ضروری سمجھتے ہیں۔<sup>14</sup>

**باغی کی لغوی تعریف:**

باغی کا مادہ "بغی" ہے جس کا معنی "طلب" ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مَا كُنَّا نَبْغِي فَاذِنًا عَلٰى اَثَارِهِمَا قَصَصًا"<sup>15</sup>

"جس کی ہم تلاش میں تھے پھر وہ اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے واپس لوٹ آئے۔"

بعد میں یہ لفظ تجاوز، ظلم اور تعدی کے معنی میں استعمال ہونے لگا، جس کی جمع "بغاة" بضم الباء اور الف کے بعد تائے مدورہ کے ساتھ ہے اور یہ وزن معتل اللام (یعنی ناقص) کے ہر باب سے اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے، مثلاً قضاة، رماة، غزاة وغیرہ۔

**باغی کی اصطلاحی تعریف:**

تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ باغی اُس کو کہا جاتا ہے جو کسی عادل حکمران کے خلاف تاویل کے ساتھ افرادی قوت اور اسلحہ سے لیس ہو کر مقابلہ کے لیے نکلے، چنانچہ علامہ ابن عابدینؒ باغی کی تعریف یوں ذکر کرتے ہیں:

"هم الخارجون عن الإمام الحق بغير حق"<sup>16</sup>

فتاویٰ عالمگیری میں بھی اسی سے ملتی جلتی تعریف کی گئی ہے مگر قدر تفصیل ہے، فرماتے ہیں:

"أهل البغى كل فرقة لهم منعة يتغلبون مجتمعون ويقاتلون أهل العدل بتاويل ويقولون الحق

هذا ويدعون الولاية"<sup>17</sup>

یہی تعریف فقہ مالکی اور دیگر فقہاء نے بھی کی ہے، فرماتے ہیں:

"هو الإمتناع عن طاعة تثبت إمامته في غير معصية بمغالبة ولو تأولاً"<sup>18</sup>

"تاویل کے ذریعے عوام کو حکمران کی اطاعت سے روکنا جس کی امامت ثابت ہو چکی ہو۔"

**باغیوں کی اقسام**

باغیوں کی دو اقسام ہیں:

1. معاند: معاند وہ باغی ہے جو بغیر کسی تاویل کے حاکم وقت کے خلاف خروج کرے، اس کا حکم چور کے حکم کی طرح ہے یعنی جو نقصان ان سے سرزد ہو گا وہ اس کے ضامن ہوں گے۔
2. غیر معاند: غیر معاند وہ باغی ہے جو حاکم وقت کے خلاف تاویل کے ساتھ خروج کرے، اس کا حکم یہ ہے کہ دورانِ

## سیرت نبوی کی روشنی میں بغاوت (خروج) سے متعلق احکامات کا تحقیقی جائزہ

جنگِ اہل عدل کا جو نقصان ہوا ہے اس کا ضمان ان سے نہیں لیا جائے گا اور وہ ہدر ہو گا کیونکہ جب صحابہ کرامؓ باہمی مختلف ہوئے تو جنگ کے اختتام پر فریقین اس بات پر متفق ہوئے کہ دونوں اطراف سے جو نقصان ہوا ہے فریقین پر اس کا کچھ ضمان نہیں ہوگا۔

### اثباتِ امامت کے طرق:

امامت کے ثابت ہونے کے چار طریقے ہیں:

1. پہلا طریقہ یہ ہے کہ خلیفہ خود نئے حکمران کا انتخاب کرے جس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کا انتخاب فرمایا تھا۔
2. دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لوگوں پر غلبہ حاصل کر لینے سے یعنی لوگ اس کی کہی ہوئی بات کو تسلیم کرتے ہوں چاہے وہ اس منصب کا اہل ہو یا نہیں۔
3. تیسرا طریقہ یہ ہے کہ شوریٰ کے ذریعے حکمران کا انتخاب کیا جائے جس طرح حضرت عمرؓ نے نئے خلیفہ کے انتخاب کی ذمہ داری شوریٰ پر چھوڑ دی اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کا انتخاب کیا۔
4. چوتھا طریقہ یہ ہے کہ ارباب حل و عقد<sup>19</sup> حکمران کا انتخاب کریں۔<sup>20</sup>

### بغاوت کے متحقق ہونے کی شرائط

بغاوت کے متحقق ہونے کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

1. خروج مسلمانوں نے کیا ہو اور تاویل کے ساتھ کیا ہو۔ یہاں دو چیزوں کی وضاحت ضروری ہے ایک خروج کرنے والے مسلمان ہوں کیونکہ اگر خروج ذمیوں کی طرف سے ہو تو پھر وہ حربی کھلائیں گے اور ان کے احکامات جدا ہوں گے۔ دوسرا یہ خروج تاویل کے ساتھ ہو اگرچہ تاویل فاسد ہی کیوں نہ ہو کیونکہ کہ اگر خروج بغیر تاویل کے ہو تو پھر یہ چور، ڈاکو کھلائیں گے اور ان کی سزا وہی ہوگی جو ایک چور یا ڈاکو کی ہوتی ہے۔
2. لوگ ایک حکمران پر متفق ہوں اور اس کے زیر تسلط علاقہ پر امن ہو۔ اگر لوگ کسی ایک حکمران پر متفق نہ ہوں اور علاقہ بھی پر امن نہ ہو بلکہ ہر طرف ظلم و تشدد و بربریت کا راج ہو تو مسلمانوں کا ایسے حکمران کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا واجب ہے۔
3. یہ خروج قوت اور طاقت کے ساتھ ہو اس لیے کہ اگر قوت و طاقت اور غلبہ نہ پایا جائے تو پھر یہ لوگ باغی نہیں کھلائیں گے۔

### بغاوت کا حکم

بغاوت مسلمانوں کی اجتماعیت کو ختم کرنے اور اسلامی ریاست کو کھوکھلا کرنے کا ایک ذریعہ ہونے کی وجہ سے

حرام ہے۔

### باغیوں کے احکامات کے ثبوت کے بنیادی مأخذ، قرآن مجید

باغیوں کے احکامات کے ثبوت کے تین مأخذ ہیں، قرآن، خوارج اور اجماع صحابہؓ۔ بغاوت کے متعلق آپؐ سے براہ راست کوئی حکم منقول نہیں بلکہ اس کی بنیاد سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۹ ہے جس میں اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو

باہمی دست و گریبان ہونے سے منع کرنے اور مظلوم کی دادرسی کا حکم دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"وإن طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فأصلحو بينهما فإن بغت إحداهما على الأخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفي إلى أمر الله فإن فاءت فأصلحو بينهما بالعدل وأقسطوا إن الله يحب المقسطين" <sup>21</sup>

"اور اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو پھر اگر ان میں ایک جماعت دوسری پر زیادتی کرے تو تم اس سے جنگ کرو جو زیادتی کرے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں پھر اگر وہ رجوع کر لیں تو دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرادو اور انصاف کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ جب مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان کوئی تنازعہ پیش آئے تو ذی شعور طبقہ (ارباب حل و عقد) پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس تنازعے کو ختم کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کرے اور اخوت و بھائی چارے کا باہمی رشتہ جو مغلوب ہو گیا ہے اسے از سر نو زندہ کیا جائے اور اگر باوجود سمجھانے کے وہ صلح پر آمادہ نہ ہوں تو پھر ظالم کے ظلم کو ختم کرنے کے لیے مظلوم کا ساتھ دیا جائے۔

### آیت کریمہ کا شان نزول

اس آیت کریمہ کے شان نزول میں مفسرین سے دو قول مروی ہیں:

1. پہلا قول یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ اوس و خزرج کے لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ آپ کے زمانے میں کسی وجہ سے ان کے درمیان لڑائی ہو گئی اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یہ قول مفسرین میں سے امام مجاہد اور سعید بن جبیر کا ہے۔ <sup>22</sup>
2. دوسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے عبداللہ بن ابی کوآپ کی مجلس میں لانے کا اظہار کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چلو اس کے پاس چلیں، کچھ انصار بھی آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ سواری پر سوار تھے۔ قریب پہنچے تو سواری نے پیشاب کر دیا، اس پر ابن ابی نے ناراضگی کا اظہار کیا اور آپ سے کہنے لگا: آپ کی سواری کے پیشاب کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف ملی۔ اس پر انصار میں سے عبداللہ بن رواحہ نے اسے جواب دیتے ہوئے فرمایا: خدا کی قسم! آپ کے گدھے کا پیشاب تمہاری خوشبو سے بھی بہتر ہے۔ اس پر ابن ابی کے ساتھی طیش میں آگئے تو دونوں طرف سے ایک دوسرے پر ڈنڈے برسانا شروع کر دیئے۔ اس موقع پر اللہ رب العزت نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ <sup>23</sup> یہ آیت کریمہ ہر اس جنگ کو شامل ہے جو مسلمانوں کی آپس میں ہو یا حاکم وقت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

### باغیوں کے احکامات کے ثبوت کا دوسرا ماخذ: خوارج

ان احکامات کے ثبوت کا دوسرا ماخذ وہ احکامات ہیں جو حضرت علیؑ نے خوارج کے خلاف جنگ کے دوران صادر فرمائے تھے کیونکہ خوارج بھی مسلمان تھے لیکن انہوں نے تاویل سے حضرت علیؑ کے خلاف بغاوت کی تھی۔ حضرت علیؑ خود فرماتے ہیں:

"إن إخواننا بغوا علينا" <sup>24</sup>

## سیرت نبوی کی روشنی میں بغاوت (خروج) سے متعلق احکامات کا تحقیقی جائزہ

یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؑ نے باغیوں کے خلاف جو احکامات دیئے، وہ بنیاد و اساس کا درجہ رکھتے ہیں۔

آپؐ نے خوارج کے ظاہر ہونے کی پیشنگوئی فرمائی اور ان سے لڑنے کا حکم بھی دیا۔ حضرت علیؑ نبی کریم ﷺ کی ایک طویل حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"سیخرج قوم في آخر الزمان حدث الأسنان سفهاء الأحلام يقولون من خير قول البرية لا يجاوز إيمانهم حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية فأينما لقيتموهم فاقتلوهم فإن في قتلهم أجراً لمن قتلهم يوم القيمة"<sup>25</sup>

"عقريب آخرى زمانة میں کچھ لوگ آئیں گے جو نو عمر، کم عقل ہوں گے اور بات وہ کہیں گے جو سب سے اچھی ہوگی لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے پس تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو جو بھی انہیں قتل کرے گا قیامت کے دن انہیں اس کا ثواب ملے گا۔"

### باغیوں کے احکامات کا تیسرا مأخذ: اجماع

باغیوں کے احکامات کے ثبوت کا تیسرا مأخذ اجماع ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب خلافت سنبھالی تو آپؐ کو دو قسم کے فتوں کا مقابلہ کرنا پڑا:

۱۔ منکرین زکوٰۃ

۲۔ فتنہ مرتدین / ارتداد

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بعض قبائل ایسے تھے جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور یہ تاویل کرنے لگے کہ زکوٰۃ دینے کا حکم آپؐ کی حیات تک تھا آپؐ کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد یہ حکم ختم ہو گیا ہے۔ اسی طرح اطراف کے لوگ جو مسلمان ہوئے تھے آپؐ کی وفات کے بعد اسلام سے پھرنے لگے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ دونوں محاذ پر کامیاب رہے (الحمد للہ)۔ آپؐ کے بعد حضرت علیؑ باغیوں کے خلاف جنگ میں مصروف رہے یہاں تک کہ جام شہادت نوش فرمائی۔ اس لیے باغیوں کے خلاف لڑنا، اور ان کی جمعیت کو ختم کرنا یہ عادل حکمران کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

### لشکر کشی کا حکم

باغیوں کے خلاف لشکر کشی کا حکم یہ ہے، دیکھا جائے گا کہ ان کی تعداد کتنی ہے، زیادہ ہے یا کم، اگر باغیوں کی تعداد زیادہ ہو اور لشکر کشی کے بغیر ان پر قابو پانا ناممکن ہو تو پھر لشکر کشی کی جائے گی اور اگر لشکر کشی کے بغیر ان پر قابو پانا ممکن ہو تو پھر ان کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ باغی جو اہل عدل کی صفوں میں داخل ہو چکے ہوں مثلاً عبدالرحمن بن ملجم جیسے لوگ، ایسے لوگ جو نقصان

بھی کریں گے ان سے اس کا ضمان لیا جائے گا۔

۲۔ وہ باغی جو عادل اور مطیع لوگوں سے جدا ہوں اور حاکم وقت کی بیعت کا انکار نہ کرتے ہوں تو ایسے لوگوں کو کچھ

نہیں کہا جائے گا اور اگر بیعت سے انکار کرتے ہوں تو جنگ کے ختم ہونے تک ان کو قید کیا جائے گا، تاکہ یہ لڑنے والوں کی

قوت کا سبب نہ بن سکیں اور یہی مذہب علامہ حبیب الماوردی نے ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

"وإن امتنعوا من بيعة الإمام على طاعته حبسوا إلى جلاء الحرب"<sup>26</sup>



اور ان کو قید کرنے کی دو وجوہات ہیں:

- ۱۔ عادل حاکم کی بیعت کرنا واجب ہے اور واجب کے انکار کی وجہ سے انہیں قید کیا جائے گا۔
- ۲۔ ان کی قید سے غرض باغیوں کی طاقت کو کم کرنا ہے یعنی انہیں قید کر کے ان کی قوت اور طاقت کو منتشر کیا

جائے۔

### باغی اور کفار کے خلاف لڑائی میں فرق

کافر، مشرک اور باغیوں کے خلاف جنگ میں متعدد وجوہ سے فرق پایا جاتا ہے:

1. باغیوں سے قتال کا مقصد ان کی قوت کو منتشر کرنا ہوتا ہے۔ جبکہ کفار اور مشرکوں سے قتال کا مقصد انہیں ختم کرنا ہوتا ہے۔
2. باغیوں میں سے جو میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جائیں ان کا تعاقب نہیں کیا جائے گا جبکہ کافروں کا تعاقب کیا جاتا ہے۔
3. باغیوں کے زخمیوں پر چڑھائی نہیں کی جائے گی جبکہ کافروں کے زخمیوں پر چڑھائی کی جائے گی۔
4. باغیوں کے قیدیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور کافروں کے قیدیوں کو قتل کرنا جائز ہے۔
5. باغیوں کے مال کو غنیمت سمجھ کر تقسیم نہیں کیا جائے گا اور کافروں کے مال کو تقسیم کرنا جائز ہے۔
6. باغیوں کی اولاد کو قیدی بنانا درست نہیں ہوگا جبکہ کفار کی اولاد کو غلام بنایا جائے گا۔
7. مشرک یا کافر سے باغیوں کی سرکوبی کے لیے مدد طلب نہیں کی جائے گی۔
8. باغیوں سے مال پر مصالحت نہیں کی جائے گی۔
9. باغیوں پر منجلیق (توپ، ٹینک) وغیرہ عمومی طور پر استعمال نہیں کیے جائیں۔ یعنی ایسا ذریعہ استعمال نہیں کیا جائے گا جس سے ان کی نسل ہی ختم ہو جائے۔ جبکہ کافروں کے خلاف جنگ میں ان کو ختم کرنے کے لیے ہر ممکن طریقہ استعمال کیا جائے گا۔<sup>27</sup>
10. باغیوں کے گھروں کو جلانا، ان کے باغات اور درختوں کو کاٹنا جائز نہیں ہوگا۔<sup>28</sup> جبکہ باغیوں کے علاوہ کفار کی قوت ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

### احکامات

یہ تو واضح ہے کہ باغی کو اسلامی ریاست کی حدود میں داخل ہونے سے روکا جائے گا لیکن حاکم کے لیے ضروری ہے کہ لشکر کشی سے پہلے باغیوں کو سمجھائے، اگر ان کے کوئی معقول اعتراضات ہیں تو ان کے ازالے کے لیے مناسب احکامات صادر کرے کیونکہ حضرت علیؑ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص اٹھا اور اُس نے آواز لگائی "إن الحکم إلا لله"<sup>29</sup> حضرت علیؑ نے فرمایا یہ جو کہہ رہا ہے، ٹھیک ہے لیکن اس کا جو مقصد لے رہا ہے وہ غلط ہے۔

اس کے باوجود بھی اگر وہ مطمئن نہیں ہوئے یا مطمئن نہ ہونا چاہتے ہوں تو حاکم ان کی بغاوت کو روکنے کے لیے باغیوں کو قید کرنے کا حکم دے لیکن اسی کو گرفتار کیا جائے گا جو مجرم ہو قوم قبیلے سے تعلق کی بناء پر گرفتار کرنا شریعت میں محل نظر ہے کیونکہ سزا کا حقدار مجرم ہے اور مجرم کے علاوہ کسی اور کو سزا دینا ظلم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔"

اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سزا کا مستحق مجرم ہو گا اور رد ہے شرائع من قبلنا میں سے ان پر جن میں مجرم کے بدلے میں دوسرے کو پکڑا جاتا تھا یا انہیں سزا دی جاتی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کی نبوت سے پہلے یہ قانون تھا کہ جرم کی سزا مجرم کے رشتہ دار، والدین یا کسی کو بھی دینا جائز تھی لیکن آپؐ کی شریعت کے بعد یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ علامہ قرطبیؒ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"كانوا قبل إبراهيم عليه السلام يأخذون الرجل بذنب غيره ويأخذون الولي بالولي في القتل

والجراحة فيقتل الرجل بأبيه وإبنه وأخيه وأمه وخاله وإبن عمه وقرينه وزوجته وزجتها وعبدہ

فبلغهم إبراهيم عليه السلام عن الله تعالى ولا تزر وازرة وزر أخرى"<sup>31</sup>

روح المعانی میں بھی اس آیت کا یہی مطلب لیا گیا ہے، چنانچہ علامہ آلوسیؒ اسی آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"أن لا تزر، والمعنى أنه لا يؤخذ أحد بذنب غيره ليتخلص الثاني عن عقابه"<sup>32</sup>

مفسرین کے اقوال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سزا سے دی جائے گی جس نے جرم کیا ہے، جو مجرم نہیں ہے وہ سزا کا بھی مستحق نہیں ہوگا۔ یہ قانون امت محمدیہ کے لیے ہی نہیں بلکہ شرائع من قبلنا میں سے حضرت یعقوبؑ کی شریعت میں بھی یہی قانون تھا کہ سزا کا مستحق مجرم ہی ہوگا۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روکنے کا جو منصوبہ بنایا تھا، اس منصوبے کے تحت پیالہ اپنے بھائی کے سامان میں رکھوایا اور پھر حضرت یوسفؑ نے قافلے والوں سے پوچھا:

"فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ"<sup>33</sup>

"اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو پھر اس کی کیا سزا ہوگی۔"

تو قافلے والوں نے جواب دیا کہ جس کے پاس پیالہ نکلا وہی اس کا بدلہ ہوگا کیونکہ ان کی شریعت میں بھی سزا کا مستحق مجرم ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ اسی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مَنْ وَجَدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ"<sup>34</sup>

"جس کے سامان سے پیالہ برآمد ہو، وہی اس کی سزا میں غلام بنے۔"

پیالہ جب بنیامین کے ساز و سامان سے برآمد ہوا تو سوتیلے بھائیوں نے پریشانی کے عالم میں اپنے میں سے کسی ایک کو روکنے کی درخواست کی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی اس خواہش کو رد کرتے ہوئے فرمایا:

"مَعَادَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنْ أَدْأَ الظَّالِمُونَ"<sup>35</sup>

"اللہ کی پناہ! کہ ہم اس کے علاوہ کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی، کسی دوسرے کو

گرفتار کریں، پھر تو یقیناً ہم ظالم ٹھہریں گے۔"

علامہ آلوسیؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"إِذَا أَيْ أَخَذْنَا غَيْرَ مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ وَلَوْ بَرِضَاهُ يَظْلَمُونَ فِي مَذْهَبِكُمْ وَشَرْعِكُمْ"<sup>36</sup>

معلوم ہوا کہ اگر رضامندی سے بھی کوئی اپنے آپ کو پیش کرے تو اس کو پکڑنا بھی ظلم ہے۔

## رشتہ داروں کو گرفتار کرنے کا حکم

باغیوں کے رشتہ داروں کو گرفتار کرنے کے جواز اور عدم جواز میں فقہاء کی دو رائے ہیں:

1. جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ ایسے افراد کے وہ رشتہ دار جو بغاوت کا حصہ نہیں انہیں گرفتار کرنا یا قتل کرنا جائز نہیں۔ البتہ اپنی جان کے بچانے کے لیے قتل جائز ہے۔ چنانچہ صاحب بحر الزخار فرماتے ہیں:

"ولا يقتل ذو رحم محرم إلا مدافعة عن نفسه"<sup>37</sup>

جبکہ علامہ ماوردی الاحکام السلطانیہ میں فرماتے ہیں:

"ولا یسبی ذراریہم"<sup>38</sup>

صاحب کنز کا مذہب بھی یہی ہے کہ باغیوں کے رشتہ داروں کو قید نہیں کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں:

"ولم یسب ذریتہم"<sup>39</sup>

2. بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ باغیوں کے ان رشتہ داروں کو جو بغاوت میں ملوث نہیں باغیوں کی حوصلہ شکنی کے لیے قید کرنا جائز ہے تاکہ وہ بغاوت سے باز آجائیں۔ اسی علت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ فقہال شاشی فرماتے ہیں:

"لأن فی حبسہ کسراً لقلوبہم"<sup>40</sup>

یہی قول امام الحرمین نے نہایت المطالب میں اور یحییٰ بن اشرف الدمشقی نے روضة الطالین میں ذکر کیا ہے کہ جنگ ختم ہونے تک قید میں رکھا جائے گا اور جنگ ختم ہو جانے کے بعد انہیں رہا کر دیا جائے گا۔<sup>41</sup> علامہ حموی الشافعی سے بھی یہی قول منقول ہے،<sup>42</sup> البتہ باغیوں کے رشتہ داروں خواہ قریبی ہوں یا دور کے، کو قتل کرنا جائز نہیں۔ جب جہاد میں حربی کافر کے رشتہ داروں کو قتل نہ کرنے کا حکم ہے باغی تو پھر بھی مسلمان ہوتے ہیں ان کے رشتہ داروں کو قتل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اور ان دونوں کے خلاف جنگ کا طریقہ کار بھی مختلف ہے کہ کافر کو تو صفحہ ہستی سے مٹانا مقصود ہوتا ہے جبکہ باغی کے خلاف جنگ کا مقصد ان کی قوت کا خاتمہ ہوتا ہے جب وہاں جائز نہیں تو یہاں کسی صورت جائز نہیں ہو سکتا۔ امام الحرمین فرماتے ہیں:

"فحق علی الإنسان أن یجتنب قتل ذوا الأرحام ما وجد إلیہ سببلاً ولا فرق بین أن یتکونوا

من المحارم، أولاً یتکونوا منهم ونحن نکره ذلك فی الکفار"<sup>43</sup>

درج بالا تفصیل سے باغیوں کے رشتہ داروں گرفتاری کے متعلق فقہاء کی دو آراء حاصل ہوئیں:

1. باغیوں کے رشتہ داروں کو ان کی حوصلہ شکنی کے لیے گرفتار کرنا جائز ہے۔
  2. باغیوں کے رشتہ داروں کو گرفتار کرنا جائز نہیں۔
- البتہ باغیوں کے رشتہ داروں کے قتل کا فقہاء میں سے کوئی بھی قائل نہیں بشرطیکہ جنگ کا حصہ نہ ہوں اور اگر جنگ کا حصہ ہوں تو ان کا حکم باغیوں کے حکم کی طرح ہے۔

## باغیوں کے مال کا حکم

باغیوں کے خلاف جنگ میں حاصل ہونے والے مال کی دو صورتیں ہیں۔

1. منقولی مال جیسے ساز و سامان، سواریاں وغیرہ۔

2. غیر منقولی مال جیسے زمین اور تعمیر شدہ گھر وغیرہ۔

مال کی ان دونوں قسموں کے احکامات جدا جدا ہیں البتہ اس پر تمام فقہاء متفق ہیں کہ دوران جنگ حاصل ہونے والے مال کو محفوظ رکھا جائے گا مال غنیمت کی طرح اسے تقسیم نہیں کیا جائے گا کیونکہ جنگ جمل میں حضرت علیؑ نے جو مال پکڑا تھا اسے تقسیم کرنے سے منع کیا تھا کیونکہ اگر اسے غنیمت سمجھ کر تقسیم کیا جاتا تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مطالبہ کون کرتا اس لیے آپؐ نے تقسیم سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

"لا تقسم بیننا ما آفاء اللہ علینا فمن يأخذ منکم عائشۃ"<sup>44</sup>

ان کے اموال کو ضبط کرنا درست نہیں ہے۔ علامہ قفال فرماتے ہیں:

"ویحبس الإمام فلا یردھا ولا یقسمھا حتی یتولوا فیردھا علیہم"<sup>45</sup>

جب وہ حاکم وقت کی اطاعت پر رضامند ہو جائیں تو ان کو مال لوٹا دیا جائے گا اور یہی قول الاختیار تغلیل الحتار میں

ذکر کیا گیا ہے:

"ولا یغتنم لهم مال و یحبسھا حتی یتولوا فیردھا علیہم"<sup>46</sup>

المبسوط میں علامہ سرخسی کا بھی یہی قول ہے کہ جنگ کے ختم ہونے کے بعد ان کا مال ان کو لوٹا دیا جائے گا،

فرماتے ہیں:

"فإذا وضعت الحرب أوزارها رد جميع ذلك علیهم لزوال الحاجة وكذلك ما أصيب أموالهم یرد إلیہم"<sup>47</sup>

"جس ضرورت (ان کی قوت و طاقت کو منتشر کرنے) کی بناء پر ان کے اموال ضبط کیے گئے

تھے وہ پوری ہو چکی اس لیے ان کے اموال لوٹا دیئے جائیں گے۔"

وہ منقولی مال جس کی حفاظت مشکل ہو اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو محفوظ کیا جائے گا اور جنگ ختم ہونے کے بعد

وہ قیمت لوٹائی جائے گی۔ اور اسی قیمت سے باغی قیدی پر دوران قید ہونے والے اخراجات پورے کیے جائیں گے کیونکہ بیت

المال سے ان پر خرچ کرنا جائز نہیں اور اگر حاکم نے بیت المال سے خرچ کیا ہو تو حاکم وقت سے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا

جائے گا۔ چنانچہ علامہ سرخسی مبسوط میں فرماتے ہیں:

"أما الكراع فبیاع و یحبس الثمن لأنه یحتاج النفقة فلا ینفق علیہ الإمام من بیت المال لما فیہ من الإحسان إلی الباغی"

مال کے استعمال کرنے کا حکم اس وقت ہے جب فوج کو مال کی ضرورت نہ ہو اگر ضرورت ہو تو پھر اسے استعمال

میں لایا جاسکتا ہے اس لیے ایسے مال کو بیچ کر ان کی قیمت سے قیدیوں کے اخراجات پورے کر کے باقی ماندہ رقم جنگ کے

ختم ہو جانے کے بعد اس کے مالک کے سپرد کی جائے گی لیکن باغیوں کے اسلحے کو محفوظ رکھا جائے گا اور جنگ ختم ہونے کے

بعد، ان کا مال ان کے حوالے کیا جائے گا۔ چنانچہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

"وإن كانوا لا یحتاجون إلی کراعیهم وسلاحهم، ألسلاح یوضع فی موضعه کسائر الأموال

والکراع بیاع و یحبس ثمنه لأنه یحتاج إلی النفقة ولا ینفق علیہ الإمام من بیت المال لما فیہ من

الإحسان إلی الباغی ولو أنفق علیہ کان دیناً علی الباغی"<sup>48</sup>

یہی حکم امام محمد نے "الاصول" میں ذکر کیا ہے۔<sup>49</sup>

### تاریخ بحث:

مندرجہ بالا تفصیل سے درج ذیل امور معلوم ہوتے ہیں:

1. باغیوں کی چار اقسام ہیں جن میں سے ہر ایک کا حکم مختلف ہے۔
2. خروج کے احکام حکمران کے عادل و غیر عادل ہونے کے اعتبار سے مختلف ہیں۔
3. عادل حکمران کے خلاف بغاوت سیرت طیبہ اور فقہاء کرام کی متفقہ آراء کی روشنی میں جائز نہیں ہے۔
4. جمہور اہل سنت والجماعت سیرت طیبہ کی روشنی میں ظالم و جابر حکمران کے خلاف بغاوت کو جائز نہیں سمجھتے جبکہ کچھ دیگر ائمہ کرام کڑی شرائط کے بعد اس کی اجازت دیتے ہیں۔
5. حاکم کے خلاف بغاوت کرنے والے کو قید کیا جائے گا اور جنگ جاری رہنے تک قید میں رکھا جائے گا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد باغیوں کی قوت ختم ہوئی ہوگی یا نہیں؟ اگر باغیوں کی قوت ختم ہو چکی ہو تو باغی حاکم کی بیعت پر رضامند ہوں گے یا نہیں؟ دونوں صورتوں میں (بیعت پر رضامند ہوں یا نہ ہوں) قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا کیونکہ ایسی حالت میں ان سے نقصان کی توقع نہیں کی جاسکتی۔
6. اگر باغیوں کی قوت تاحال باقی ہو تو پھر انہیں قید میں ہی رکھا جائے گا کیونکہ ایسی حالت میں ان سے نقصان کی توقع کی جاسکتی ہے اور مقصود بھی تاحال حاصل نہیں ہوا۔<sup>50</sup> لیکن یہ قید جنگ جاری رہنے تک ہوگی۔
7. ایسے لوگوں کی جانیداد کو خاص مدت تک ضبط کیا جاسکتا ہے اور ضبط شدہ مال کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ اور جس مال کی حفاظت ممکن نہ ہو یا مشکل ہو تو ایسے مال کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو محفوظ کیا جائے گا اور اسی سے قیدی پر خرچ کیا جائے گا البتہ بحق سرکار ضبط کر کے اسے نیلام کرنا جائز نہیں ہے۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

### حوالہ جات (References)

<sup>1</sup> ہیکل، محمد حسین، حضرت ابوبکر، مکتبہ لائبریری لاہور، طبع اولیٰ، 1986ء، ص: 148  
Haykal, Muḥammad Ḥusayn, *Hadrat Abu Bakar*, (Lahore: Maktabah Library, 1<sup>st</sup> Edition, 1986), p:148

<sup>2</sup> الشیبانی، خلیفہ بن خیاط ابو عمر، تاریخ خلیفہ بن خیاط، دار القلم، بیروت، طبع ثانی، 1397ھ، 1:101  
Al Shaybānī, Khalifah bin Khayyat, *Tarikh e Khalifah*, (Beirut: Dār al Beirut: Dār al Qalam, 2<sup>nd</sup> Edition, 1397), 1:101

<sup>3</sup> تاریخ خلیفہ بن خیاط، 1:204

<sup>4</sup> محمد نافع، سیرت سیدنا امیر معاویہ، دارالکتب یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ لاہور، ص: 243

Muhammad, Nafi', *Seerat Sayyidinā Amīr Mu'āwiyah*, (Lahore: Dār ul Kitāb), p:243

<sup>5</sup> سورة النساء: 59

Surah al Nisa': 59

<sup>6</sup> البغدادی، علی بن محمد بن ابراہیم المعروف بالغازی، لباب التاویل فی معانی التنزیل، حافظ کتب خانہ مسجد روڈ کوئٹہ، 1:396

Al Khazin, 'Alī bin Muḥammad bin Ibrāhīm, Al Baghdādī, *Lubāb al Ta'wīl fi M'ānī al Ta'wīl*, (Quetta: Hafiz Kutub Khana, Masjid Road), 1:396

<sup>7</sup> البقاعی، ابراہیم بن عمر بن حسن، نظم الدر فی تناسب الایات والسور، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولی، 1995ء، 2:271

Al Buqa'ī, Ibrāhīm bin 'Umar bin Ḥasan, *Naẓm al Durar fi Tanasub al Aayat wal Suwar*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1<sup>st</sup> Edition, 1995), 2:271

<sup>8</sup> صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعة الامیر فی غیر معصیہ و تحريمها فی المعصیة، صحیح علی شرط الشیخین، 3:1853

Ṣaḥīḥ Muslim, 3:1853

<sup>9</sup> البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ابواب الظالم والقصاص، باب ان عن اذاک ظالمًا أو مظلوما، رقم الحدیث: 2443

Al Bukhārī, Muḥammad bin Isma'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth # 2443

<sup>10</sup> صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب الأمر بلزوم الجماعة وتحذیر الدعاء إلى الكفر، صحیح علی شرط الشیخین، 3:1849

Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth # 1849

<sup>11</sup> صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب حکم من فرق امر المسلمین وهو مجتمع، صحیح علی شرط الشیخین، 3:1853

Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth # 1853

<sup>12</sup> البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب ان اللہ یؤید الدین بالرجل الفاجر، حدیث نمبر: 3062 - صحیح لغیرہ ہے۔

Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth # 3062

<sup>13</sup> التوئیجری محمد ابراہیم بن عبداللہ، الموسوعۃ الفقہیہ، بیعت الافکار الدولیہ، طبع اولی، 2009، 5:327

Al Tawayjarī, Muḥammad Ibrāhīm bin 'Abdullāh, *Al Mauwsuw'ah al Fiqhiyyah*, (Bayt al Afkār al Duwaliyyah, 1<sup>st</sup> Edition, 2009), 5:327

<sup>14</sup> الدیمیجی عبداللہ بن عمر، الامارۃ لعظمی عند اهل السنہ، مکتبہ دار طیبہ، طبع اولی، 1987، ص: 518

Al Damayjī, 'Abdullāh bin 'Umar, *Al Imāratul 'Uẓma 'Inda Ahal al Sunnah*, (MAktabah Dār Tayyibah, 1<sup>st</sup> Edition, 1987), p:518

<sup>15</sup> سورة الكهف: 64

Surah al Kahaf: 64

<sup>16</sup> ابن عابدین محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عامدین الدمشقی، رد المحتار علی در المختار، دار الفکر بیروت، طبع ثانی، 1992ء، 4:261

Ibn 'Abidīn, Muḥammad bin 'Umar bin 'Abdul 'Azīz, *Radd al Muḥtār 'Ala al Durr al Mukhtār*, (Beirut: Dār al Fikr, 2<sup>nd</sup> Edition, 1992), 4:261

<sup>17</sup> الطینی، نظام الدین، فتاویٰ عالمگیری (ہندیہ)، دار الفکر بیروت، طبع ثانی، 1310ھ، کتاب السیر، 2:283

Al Balakhī, Nizām ud Dīn, *Fatawa 'Alamgīrī*, (Beirut: Dār al Beirut: Dār al Fikr, 2<sup>nd</sup> Edition, 1310), 2:283

<sup>18</sup> الدرسوقی، المالکی، محمد بن احمد عرفہ، حاشیۃ الدرسوقی، دارالکتب العلمیہ بیروت، طبع ثانی، 2003ء، 6:276

Al Dasuwqī, Ḥashīyah al Dasuwqī, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 2<sup>nd</sup> Edition, 2003), 6:276

<sup>19</sup> ار باب حل عقد وہ افراد ہیں جن میں پانچ شرائط آزاد ہونا، عادل ہونا، ذہین ہونا، اصحاب الرائے سے ہونا، قریشی ہونا پائی جاتی ہوں۔ اگرچہ آخری شرط میں اختلاف ہے کہ حکمران کے لیے قریشی ہونا ضروری ہے کہ نہیں؟ اس میں فقہاء کی دورائے ہیں۔ بعض کے نزدیک حکمران بننے کے لیے قریشی ہونا ضروری ہے جبکہ بعض اسے ضروری نہیں سمجھتے۔

<sup>20</sup> عودۃ عبدالقادر، النشریح الجنائی الاسلامی مقارنا بالقانون الوضعی، دارالکتب العربی بیروت، 2:667

'Awdah, 'Abdul Qādir, *Al Tashrī' al Jina'ī al Islāmī Muqarinan bil Qanuwun al Waḍī*, (Beirut: Dār al Kitāb al 'Arabī), 2:667

<sup>21</sup> سورۃ الحجرات: 9

Surah al Hujarāt: 9

<sup>22</sup> الاندلسی، محمد بن یوسف، البحر المحیط، مکتبہ دار الفکر بیروت، 1992ء، 9:515، ومفتی، محمد شفیع، احکام القرآن، ادارۃ القرآن

والعلوم الاسلامیہ، 1429ھ، 4:285

Al Andulasī, Muḥammad bin Yuwsuf, Abu 'Abdullāh, *Al Baḥr al Muḥīṭ*, (Beirut: Maktabah Dār al Fikr, 1992), 9:515; Muḥammad Shafī', Muftī, *Aḥkām al Qur'ān*, (Idarah tul Qur'ān wal 'Uluwm al Islamiyyah, 1429), 4:285

<sup>23</sup> الطبری، ابی جعفر محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن، دار الفکر بیروت، 1995ء، 31:165

Al Tabrī, Muḥammad bin Jarīr, *Jamī' al Bayān fī Tafsīr al Qur'ān*, (Beirut: Dār al Fikr, 1995), 31:165

<sup>24</sup> الموصلی، الخنفی، عبداللہ بن محمود بن مودود، الاختیار فی تعلیل الختار، دار المعرفۃ، بیروت، 2:151

Al Muwṣalī, 'Abdullāh bin Maḥmuwd bin Mawduwd, *Al Ikhtiyār li Ta'līl al Mukhtār*, (Beirut: Dār al Ma'rifah), 2:151

<sup>25</sup> صحیح بخاری، کتاب استنبابہ المعاندین والمرتدین، باب قتال الخوارج والملحدین بعد اقامۃ الحجۃ علیہم، رقم الحدیث: 6930

*Ṣaḥīḥ Bukhārī*, Ḥadīth # 6930

<sup>26</sup> الماوردی، علی بن محمد بن حبیب، الحاوی الکبیر، دار الفکر بیروت، 1994ء، 61:378

Al Mawadrī, 'Alī bin Muḥammad bin Ḥabīb, *Al Ḥawī al Kabīr*, (Beirut: Dār al Fikr, 1994), 61:378

<sup>27</sup> ابوالنجیب، عبدالرحمن بن نصر بن عبداللہ الشافعی، المنج المسلموک فی سیاست الملوک، مکتبۃ المنار الزرقا، 1:668

Abu al Najīb, 'Abdul Raḥmān bin Naṣr bin 'Abdullāh, *Al Manhaj al Masluwk fī Siyasaḥ al Muluwk*, (Maktabah al Manār al Zarqā), 1:668

<sup>28</sup> الکلبی، محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن جزی، القوانین الفقہیہ، باب السنخ، ص: 293

Al Kalbī, Muḥammad bin Aḥmad bin Muḥammad bin 'Abdullāh, *Al Qawanīn al Fiqhiyyah*, p:293

<sup>29</sup> سورۃ النجم: 28، سورۃ الانعام: 164

Surah al Najam: 28; Surah al An'ām: 164

<sup>30</sup> سورۃ بنی اسرائیل: 15، سورۃ الانعام: 164، سورۃ الفاطر: 18

Surah Banī Isrā'īl: 15, Surah al An'ām: 164, Surah al Faṭīr: 18

<sup>31</sup> القرطبی، 9:74

Al Qurṭabī, 9:74

## سیرت نبوی کی روشنی میں بغاوت (خروج) سے متعلق احکامات کا تحقیقی جائزہ

<sup>32</sup> آلوسی، علامہ ابی الفضل شہاب الدین السید محمود روح المعانی، دارالکتب العلمیہ، بیروت،، طبع ثانی، 2005ء، 9:65  
 Ālūsī, Sayyid Maḥmuwd, Shahāb al Dīn, *Rūḥ al Ma'ānī*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 2<sup>nd</sup> Edition, 2005), 9:65

<sup>33</sup> سورۃ یوسف: 74

Surah Yuwsuf: 74

<sup>34</sup> سورۃ یوسف: 75

Surah Yuwsuf: 75

<sup>35</sup> سورۃ یوسف: 78، 79

Surah Yuwsuf: 78,79

<sup>36</sup> روح المعانی، 7:33

*Rūḥ al Ma'ānī*, 7:33

<sup>37</sup> المر تظنی، احمد بن یحییٰ، البحر الزخار، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1947ء، 6:418

Al Murtaḍa, Aḥmad bin Yaḥya, *Al Baḥr al Zakhār*, (Beirut: Mua'ssasat al Risalah, 1947), 6:418

<sup>38</sup> الماوردی، ابی الحسن علی بن محمد بن حبیب، الاحکام السلطانیہ ولولایات الدینیہ، مؤسسۃ الکتب، ص: 126

Al Mawadrī, 'Alī bin Muḥammad bin Ḥabīb, *Al Aḥkām al Sulṭaniyyah*, (Mua'ssasat al Kutub), p:126

<sup>39</sup> النسفی، ابو البرکات، عبد اللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین، کنز الدقائق، باب البغاة، مکتبہ علمیہ کونستنبول، ص: 216

Al Nasafī, 'Abdullāh bin Aḥmad bin Maḥmuwd, *Kanz al Daqai'q*, (Quetta: Maktabah 'Ilmiyyah), p:216

<sup>40</sup> الشاشی، القفال، سیف الدین ابی بکر محمد بن احمد، حلیۃ العلماء فی معرفۃ الفقہاء، مکتبۃ الرسالۃ الحدیث، 1988ء، 7:617

Al Shashī, Muḥammad bin Aḥmad, *Hilyatul 'Ulamā' fi Ma'rifah al Fuqahā'*, (Maktabah al Risalah al Hadithah, 1988), 7:617

<sup>41</sup> النووی، ابوزکریا، محی الدین یحییٰ بن شرف، روضۃ الطالبین، المکتبۃ الاسلامیہ بیروت، طبع ثالث، 1991ء، 7:278

Al Nawawī, Yaḥya bin Sharf, *Rawḍah tul Ṭalibīn*, (Beirut: al Maktabah al Islāmī, 3<sup>rd</sup> Edition, 1991), 7:278

<sup>42</sup> الحموی، ابو عبد اللہ، محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ، تحریر الاحکام فی تدبیر الاسلام، ناشر دارالثقافہ قطر، طبع ثالث، 1988ء، 1:244

Al Ḥamwī, Muḥammad bin Ibrahīm, *Tahrīr al Aḥkām fi Tadbīr al Islām*, (Qatar: Dār al Thaqaḥ, 3<sup>rd</sup> Edition, 1988), 1:244

<sup>43</sup> الجوینی، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف، نہایۃ المطالب فی درایۃ المذہب، دار المنہاج، طبع اولی، 2007ء، 17:185

Al Jawaynī, Imām al Ḥaramayn, 'Abdul Malik bin 'Abdullāh, *Nihayatul Maṭlib fi Dirayah al Madhab*, (Dār al Minhāj, 1<sup>st</sup> Edition, 2007), 17:185

<sup>44</sup> السرخسی، شمس الدین، کتاب المبسوط، دارالکتب العلمیہ، باب الخوارج، 5:127

Al Sarakhsī, Muḥammad bin Aḥmad bin Abi Sahl, *Al Mabsūt*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah), 5:127

<sup>45</sup> حلیۃ العلماء فی معرفۃ مذہب الفقہاء، (باب قتال اهل البغی)، 7:618

*Hilyatul 'Ulamā' fi Ma'rifah al Fuqahā'*, 7:618



<sup>46</sup> الموصلي، الخفي، عبدالله بن محمود بن مودود، الاختيار في تعليل المختار، دار المعرفه بيروت، 2:152

Al Muwṣalī, ‘Abdullāh bin Maḥmuwd bin Mawduwd, *Al Ikhtiyār li Ta’līl al Mukhtār*, (Beirut: Dār al Ma’rifah) 2:152

<sup>47</sup> المبسوط، باب الحوارج، 5:166,167

*Al Mabsūt*, 5:166,167

<sup>48</sup> الانصاري، فريد الدين، الدهلوي، الفتاوى التاتارخانية، دار احياء التراث العربي، طبع اولي، 2004، 5:246

Al Anṣarī, Farīd Uddīn, Al Dehlavī, *Al Fatawa al Tatār Khaniyyah*, (Dār Ihyā al Turāth al ‘Arabī, 1<sup>st</sup> Edition, 2004), 5:246

<sup>49</sup> الشيباني، محمد بن حسن، الاصل، مكتبة الاحرار نيواذه مردان، طبع اولي، 2012، 7:513

Al Shaybanī, Muḥammad bin Ḥasan, *al Aṣal*, (Mardan: Maktabah al Ahrār, 1<sup>st</sup> Edition, 2012), 7:513

<sup>50</sup> نهاية المطالب في دراية المذهب، فصل في اسر البعثة، 71:146

*Nihayatul Maṭlib fī Dirayah al Madha*, 71:146